مسئلہ رفع الیدین

پر

ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا ارشاد الحق صاحب اثری فیصل آباد

دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

التحقیق والایضاح للبس ما فی نور الصباح

یعنی

مسئلہ رفع الیدین

پر

ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ

تالیف

حضرت مولانا ارشاد الحق صاحب اثری فیصل آباد

ناشر

دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مطبوعات دار الدعوۃ السلفیہ

(۶)

طابع ——— محمد سلیمان انصاری

ناشر ——— دار الدعوۃ السلفیہ لاہور

مطبع ——— المطبعۃ العربیۃ
۳۰- ایبک روڈ- بالمقابل ... چیمبر پرانی انارکلی- لاہور (پاکستان)

تاریخ اشاعت

یکم محرم الحرام - ۱۴۰۲ھ
نومبر ۱۹۸۱ء

۱۴۱۱

اشاعت فنڈ

۴ روپے

۹۹- جے ماڈل ٹاؤن- لاہور
نمبر ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

گذارشِ احوالِ واقعی

ادھر کئی سال ہوتے ہیں کہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک حنفی صاحب علم فقیہ مولانا سرفراز خاں صاحب نے بلا کسی ضرورت واقعی کے مسئلہ قرائت فاتحہ خلف الامام میں ایک بھاری بھرکم کتاب تالیف فرمائی تھی۔ اس زعم کے ساتھ کہ تیسری صدی ہجری کے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے مولانا محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ دلائل فرضیت و رکنیت سورۂ فاتحہ خلف الامام سب کا جواب دیدیا گیا ہے جبکہ اس ضخیم کتاب میں نئی کوئی خاص بات نہیں۔ ہاں ادّعات و مغالطات البتہ اس میں ہیں جیسا کہ اس کے ایک ناقدانہ تجزیے سے۔ انشاء اللہ معلوم ہو سکے گا جو حضرت مولانا ارشاد الحق صاحب اثری رفیق ادارہ علوم اثریہ و خطیب محمدی جامع اہلحدیث خالد آباد (فیصل آباد) نے حال ہی میں لکھا ہے۔ اور زیر طبع ہے۔ اُن ہی مولانا سرفراز خاں صاحب بالقابہ کے ایک تلمیذ رشید کا ایک کتابچہ "نور الصباح" کے نام سے گذشتہ دنوں طبع ہوا تھا جس میں صدیوں کے منقح شدہ مسئلہ مواضع ثلثہ کی رفع یدین پر مشق فرمائی گئی ہے اور تلمیذ باتمیز نے بھی کارنامہ یہ سرانجام دیا ہے کہ عموماً وہی باتیں دہرادی ہیں جو عاملین و تارکین رفعیدین میں بار بار زیر بحث آچکی ہیں۔ البتہ بڑے ادّعا اور تفصیلات لاطائلہ کے ساتھ دو ایک "نئے دلائل" کا انکشاف فرمایا ہے چونکہ اس "انکشاف" سے کچھ کھلبلی سی مچانے کی کوشش کی گئی ہے اس ضرورت سے مولانا ارشاد الحق اثری نے مذکورہ کتابچے پر ایک سرسری نظر کے بعد مولانا موصوف کے صرف نئے "انکشافی دلائل" کو طشت از بام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ڈالا ہے۔ اور "معلوماتی تمہید" کے بعد اس تالیف "لطیف" کا خوب خوب جائزہ لے لیا ہے جس کا نام ہے۔ " التحقیق والایضاح للملبس، ما فی نور المصباح "

یہ تحقیقی مقالہ موصوف نے جلد ہی لکھ لیا اور "الاعتصام" کو اشاعت کے لیے دیدیا تھا مگر بعض مجبوریوں کے سبب اس میں شائع نہ ہوسکا پھر اس کو الگ سے شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو بعض قدرتی موانع کی وجہ سے تاخیر در تاخیر ہوتی چلی گئی۔ والحق ان الامور مرھونۃ باوقاتھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حق پسند بندوں کے لیے اس کو نافع بنائے اور ہم سب کو راہِ سنّت پر چلائے۔

ویرحم اللہ عبدا قال آمین۔

الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

خاکسار

محمد سلیمان انصاری ناظم نشر واشاعت دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التحقیق والایضاح للبس ما فی نور الصباح

یعنی

تارکینِ رفع یدین کی نئی کاوش

اور اس کا ایک تحقیقی جائزہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام حبیبہ محمد المصطفیٰ واحمد المجتبیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعھم اجمعین۔

برصغیر ہند و پاک میں اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے ان میں سے ایک مسئلہ مواضعِ ثلاثہ میں رفع یدین کا ہے جس میں قدیم زمانے ہی سے اختلاف چلا آتا ہے۔ اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ تارکین رفع یدین میں سے معتدل مزاج اہلِ علم و تحقیق نے دلائل کی پختگی اور استدلال کی قوت کی بناء پر مواضعِ ثلاثہ میں رفع یدین کے مسنون ہونے کا اعتراف کیا ہے[1]۔ مگر ان کے مقابلے میں چند فقہاء نے حسبِ عادت اس مسئلے میں بھی انتہائی غلو کا مظاہرہ فرمایا ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے عاملینِ بالحدیث پر اس مسئلے میں کفر تک کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ مولانا عاشق الٰہی دیوبندی مرحوم لکھتے ہیں۔

"اصل بات یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع یدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا ... اصلاحِ احوال کے لیے شاہ (اسماعیل شہید) صاحب نے علمی طور پر یہ (تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین)[2] رسالہ لکھا"۔ (حاشیہ تذکرۃ الخلیل صفحہ ۱۳۳ طبع کراچی)

اور بعض نے رفع یدین کرنے والوں کی نماز کو باطل قرار دیا ملاحظہ ہوں:-

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

www.KitaboSunnat.com

الفوائد البھیہ (ص ۲۱۶) التعلیقات السنیہ (ص ۵۰) طبع نور محمد کراچی، غیث الغمام حاشیہ امام الکلام (ص ۳۵) الدرالکامنہ ترجمہ امیر کاتب حنفی اور فتاوی النوازل (ص ۹م)

حاشیہ ش مثلاً حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں ان الرفع متواتر اسناداً وعملاً لا شك فيه ولم ينسخ ولا حرف منه (نیل الفرقدین (ص ۲۲) یعنی " بلا شبہ رفع یدین متواتر احادیث اور متواتر عمل سے ثابت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس میں ایک حرف بھی منسوخ نہیں" مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں۔ والحق انه لا شك في ثبوت رفع اليدين عند الركوع والرفع منه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكثير من اصحابه بالطرق القوية والاخبار الصحيحة الخ رسعاية شرح وقاية ص ۲۱۳ ج ۲) یعنی " حق بات یہ ہے کہ بلا شک وشبہ رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر صحابہ کرام ؓ سے قوی اسانید اور صحیح احادیث سے ثابت ہے" نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ بھی لکھتے ہیں۔ والذي يرفع احب الي ممن لا يرفع فان احاديث الرفع اكثر واثبت (حجة الله البالغة (ص ۱۰ ج ۲) یعنی " رفع یدین کرنے والا میرے نزدیک نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رفع یدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔ و فيه كفاية لمن له دراية۔

(۲) یہ رسالہ دفتر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث لاہور سے تقریباً ۱۹۵۵ء میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کے مقدمہ اور استاذی المکرم مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف کی تصحیح و تعلیقات سے شائع ہو چکا ہے اور بعد میں مولانا محمد سلیمان صاحب انصاری نے اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیا تھا جو مع متن المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے دستیاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اگر موقع ملا تو رفع یدین کرنے والوں کو قید و بند کی سزائیں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے قتل تک کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے عاملینِ بالحدیث کو ہمیشہ محفوظ رکھا[1] علاّمہ ابوالحسن سندھیؒ کو

---

[1] جس کی تفصیل قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے احکام القرآن میں یوں بیان کی ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکرؒ الفہری رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے ایک دن وہ ظہر کی نماز کے وقت میرے ہاں تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہو کر اگلی صفوں پر نماز پڑھنے لگے جب کہ میں گرمی کی وجہ سے پیچھے دریا کے کنارے بیٹھا ہوا غور ی کر رہا تھا۔ وہاں رئیس ابوثمنہ اور اس کی رفقا بھی موجود تھے۔ شیخؒ نے جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کی تو ابوثمنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ الا ترون هذا المشرقی کیف دخل مسجدنا فقوموا الیه فاقتلوه وارموا به البحر (کیا تم دیکھتے نہیں یہ مشرقی کیسے ہماری مسجد میں داخل ہوا! اٹھو! اسے قتل کر کے دریا میں پھینک دو) یہ سن کر میرا دل اڑ گیا اور میں نے کہا سبحان اللہ! یہ (ابوبکر) تو فقیہِ وقت ہیں تو انہوں نے مجھے کہا "لِمَ یرفع یدیه" (یہ رفع یدین کیوں کرتا ہے) میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اہلِ مدینہ کی روایت کیمطابق امام مالکؒ کا بھی یہی عمل تھا۔ میں ان کے غصہ کو سرد کرتا رہا" تاآنکہ شیخ نماز سے فارغ ہو گئے میں انہیں لیکر اپنے کمرہ میں لے آیا۔ انہوں نے میرا چہرہ متغیر پاکر اس کی وجہ پوچھی تو میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ فضحك وقال من این لی ان اقتل علی سنة (تو وہ ہنس پڑے اور فرمایا میں ایسا خوش نصیب کہاں کہ سنّت پر عمل کرنے کی بنا پر قتل کر دیا جاؤں) تو میں نے کہا یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں آپ ان لوگوں میں ہیں کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ آپ پر چڑھ دوڑیں گے جس سے آپ کی جان کا بھی خطرہ ہے تو انہوں نے فرمایا هذا الکلام وخذ فی غیره (چھوڑ ایسی بات کوئی اور بات کرو) (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع یدین کرنے اور ہاتھ سینے پر باندھنے کی بنا پر اس وقت کے حنفی قاضی نے جیل بھیج دیا تھا (تراجم الشیوخ مؤلفہ شیخ محمد عابد سندھیؒ بحوالہ درج الدرر للشیخ السید رشد اللہ سندھیؒ پیر آف جھنڈا) اور اسی پر عمل کی بنا پر علامہ امیر یمانی صاحب سبل السلام اور دیگر ان کے رفقاء و اعیان قید و محن میں مبتلا ہوئے (البدر الطالع ص ۱۳۴-۱۳۷ ج ۲) انتہاء یہ کہ بعض نے تو ترکِ رفع یدین کے ثبوت میں روایات وضع کرنے سے بھی اجتناب نہ کیا۔ چنانچہ عام طور پر مالکیہ میں رفع یدین نہ کرنے کا عمل پایا جاتا ہے (جب کہ محققین مالکی علماء مواضعِ ثلاثہ میں رفع یدین کی سنیت کے قائل ہو گئے ہیں) تو اس کے لیے ایک جامد مالکی فقیہ اصبغ بن خلیل مالکی نے (ف ۲۵۶ھ) نے جو کہا جاتا ہے کہ پچاس سال تک اندلس کے قاضی و مفتی رہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کے نام سے یہ روایت گھڑ ڈالی کہ صلیت وراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر سنتین وخمسة اشهر وخلف عمر عشر سنين وخلف عثمان اثنتی عشر سنة وخلف علي بالكوفة خمس وسنين فما رفع واحد منهم يديه الا في تكبيرة الاحرام وحدة (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے دو سال پانچ ماہ تک نمازیں پڑھیں حضرت عمرؓ کے پیچھے دس سال نمازیں پڑھیں۔ حضرت عثمانؓ کے پیچھے بارہ سال نمازیں پڑھیں اور کوفے میں حضرت علیؓ کے پیچھے پانچ سال تک نمازیں پڑھیں۔ ان میں سے

(بقیہ حاشیہ صک) :- احکام القرآن تفسیر سورۂ الانشقاق، تفسیر قرطبی (ص ۲۷۹ ج ۱۹) اور الاعتصام شاطبی (ص ۲۹۵ ج ۱) شیخ ابوبکر الفہری کا نام محمد تھا چھٹی صدی ہجری کے اکابر مالکی علما روزگار میں ان کا شمار ہوتا ہے حالات کے لیے دیکھیے الصلۃ لابن بشکوال (ص ۵۴۵ ج ۲) بغیۃ الملتمس (ص ۱۲۵) الدیباج المذہب (ص ۲۸۱) ابن خلکان (ص ۲۹۶ ج ۴) و شذرات الذہب (ص ۱۴۱ ج ۴) وغیرہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

حالانکہ یہ بات کسی تاریخ کے طالب علم پر مخفی نہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہو گیا تھا لہٰذا حضرت عثمانؓ کے پیچھے مکمل بارہ سال تک کیسے نمازیں پڑھیں اور کوفہ میں پانچ سال تک حضرت علیؓ کے پیچھے کیا دوبارہ زندہ ہو کر نمازیں پڑھتے رہے تھے تفصیل کے لیے دیکھیے تاریخ العلماء لابن الفرضی (ص ۹۳ ج ۱) ترتیب المدارک للقاضی عیاض (ص ۲۴۳ ج ۳) میزان الاعتدال (ص ۲۶۹ ج ۱) لسان المیزان (ص ۵۸۴ ج ۱)

پچاس سال تک عہدۂ قضاء پر فائز رہنے والے "مفتی اعظم" کا حال پڑھ لینے کے بعد دیکھیے کہ اسی نوعیت کی بے اصل حدیث جن کا ذکر محدثین کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ان کی بھرمار بھی بڑے بڑے فقیہوں نے اپنی کتابوں میں کی۔ چنانچہ علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفیؒ (ف ۵۸۵ھ) جن کو "ملک العلماءؒ" ایسے بلند پایہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے اپنی مایہ ناز کتاب میں لکھتے ہیں۔ روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی بعض اصحابہ یرفعون ایدیھم عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع وقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (بدائع الصنائع ص ۲۰۷ ج ۱) یعنی" مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلاتے دیکھتا ہوں نمازمیں سکون اختیار کرو"[1] نیز فرماتے ہیں کہ رفع یدین پہلے تھا

---

[1] صحیح مسلم وغیرہ میں یہ حدیث اس سیاق کے برعکس ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ "تاہم بعض ناعاقبت اندیش حضرات نے اس سے بھی خواہ مخواہ رفع یدین کے نسخ پر استدلال کیا ہے مگر یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ یوں تو "منسوخ سنت" کو الفاظ (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں منسوخ ہوگیا اور اس پر "دلیل" یہ دی ہے۔ ما روی ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا وترک فترکنا (بدائع ص ۲۰۸ ج ا طبع ۱۳۲۷ھ مصر) "کہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا آپ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا" اسی قسم کی ایک اور "دلیل" علامہ حسام الدین حسن بن علی (ف ۷۱۴ھ) نے ذکر کی ہے۔ چنانچہ دعوی نسخ کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عن عبداللہ بن الزبیر انہ رأی رجلا یرفع یدیہ فی الصلوۃ عند الرکوع وعند الرفع فقال لا تفعل فان ھذا شئ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ" (نہایہ شرح ھدایہ) یہ روایت اسی طرح دعوی نسخ پر بطور دلیل علامہ عینی حنفیؒ نے بنایہ شرح ہدایہ اور عمدۃ القاری شرح بخاری (ص ۲۷۲ ج) میں بھی ذکر کی ہے [۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تعبیر و تشبیہات رذیلہ سے تعبیر کرنے کی گنجائش نکلتی ہے اور کیا مسنون و مشروع عمل کو منع کرنے سے پہلے اس کی قباحت بیان کرنا جائز ہے؟ فافھم ولا تغتر۔

[۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس دعوی نسخ کی تردید آپ پہلے علامہ کاشمیری مرحوم کے کلام سے بھی پڑھ آئے ہیں کہ رفع یدین سنداً و عملاً متواتر ہے منسوخ نہیں۔ ان کے علاوہ علامہ عبدالحیؒ لکھنوی حنفی لکھتے ہیں۔ واما دعوی نسخہ کما صدر عن الطحاوی مغترا بحسن الظن بالصحابۃ التارکین وابن الھمام والعینی وغیرھم من اصحابنا فلیست بمبرھن علیھا بما یشفی العلیل ویروی الغلیل (التعلیق الممجد ص ۸۹) یعنی" رفع یدین کا منسوخ ہوجانیکا دعوی بعض رفع یدین نہ کرنیوالے صحابہ کرام پر حسن ظن کی بنا پر جیسا کہ علامہ طحاویؒ، عینیؒ، ابن ہمامؒ اور ہمارے دیگر اصحاب نے کیا ہے۔ اس پر کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے سائل اور معترض کی تشفی ہوسکے" فقہائے حنفیہ کی ان تصریحات سے دعوی نسخ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے وللتفصیل موضع آخر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن انصاف سے بتایا جائے کہ کیا یہ روایات کسی بھی حدیث کی کتاب میں موجود ہیں؟ یقین جانیے پوری دنیا کے منکرین رفع یدین مل کر بھی کوشش کریں تو ان الفاظ سے مذکورہ روایات ثابت نہیں کر سکتے

اور آیت میں تحریف؟

اس سے بڑھ کر ستم کی بات یہ ہے کہ "ابوحنیفہ اکیڈمی" کی طرف سے اسی موضوع پر ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے پر ایک آیت سے بھی "استدلال" فرمایا گیا ہے۔ وہ "آیت" اور اس کے ترجمہ کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا قیل لہم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ۔" اے ایمان والو اپنے ہاتھوں کو روک رکھو جب تم نماز پڑھو" اھ بلفظہ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۶)

ہم علمائے احناف بالخصوص حفاظ قرآن سے دریافت کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں یہ آیت کہاں موجود ہے۔ اور کیا اس کا یہ ترجمہ صحیح ہے؟ مگر ہمیں اس پر کچھ تعجب نہیں اس لیے کہ جس "فکر" کے "مفتی اعظم" "ملک العلما" اور "حسام الدین" اور علامہ عینیؒ جیسے بزرگ خانہ ساز روایات پیش کر سکتے ہیں تو دورِ حاضر کی نو آموز نسل سے آیت سازی اور آیت میں لفظی و معنوی تحریف کیونکر بعید ہے۔

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہانِ حرم بے توفیق

اسی فکرِ ناہموار کی طرف سے حال میں ایک کتاب بنام "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" شائع ہوئی ہے جس کے مؤلف ہیں مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ڈیروی فاضل مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ اور اس پر تقریظ ہے ان کے شیخ مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث نصرت العلوم کی جس میں بڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طمطراق سے ایسی روایات معرضِ استدلال میں پیش کی گئی ہیں جو خود متقدمین علمائے احناف کو نہ سوجھی تھیں مگر مسلکِ حنفی کے یہ نادان دوست بڑی بے جگری سے انہیں پیش کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے ہم اس مضمون میں فی الحال ان ہی "جدید روایات" کی حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں لیحق الحق ویبطل الباطل ولوکرہ المجرمون۔

پہلی حدیث عن عبداللہ بن عون الخراز ثنا مالک عن الزھری عن سالم عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود۔ یہ روایت علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ (ص ۴۰۴ ج ۱) میں امام بیہقیؒ کی کتاب "الخلافیات" سے نقل کی ہے اور انہی کے حوالہ سے علامہ انور شاہ صاحب کاشمیریؒ نے نیل الفرقدین (ص ۱۲۷) میں مولانا بنوری مرحوم نے معارف السنن (ص ۴۹۶ ج ۲) اور ڈیروی صاحب نے نورالصباح (ص ۶۲) میں ذکر کی ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے مگر خود علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں قال البیھقی قال الحاکم ھذا باطل موضوع ولا یجوز ان یذکر الا علی سبیل القدح فقد روینا بالاسانید الصحیحۃ عن مالک بخلاف ھذا ولم یذکرہ الدارقطنی فی غرائب مالک۔ یعنی" امام بیہقی نے امام حاکم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو باطل اور موضوع قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جرح کے بغیر اس کا ذکر کرنا جائز نہیں، صحیح اسانید سے امام مالکؒ سے رفع یدین کا ذکر موجود ہے اور نہ ہی اس کا ذکر موجود ہے اور نہ ہی اس کو امام دارقطنیؒ نے اپنی کتاب "غرائب مالک" میں ذکر کیا ہے" جس سے واضح ہوتا ہے کہ اولاً امام حاکمؒ کے نزدیک یہ حدیث موضوع اور باطل ہے۔ ثانیاً امام بیہقی بھی اس فیصلے میں ان کے ساتھ ہیں۔ ثالثاً حافظ زیلعیؒ نے اس پر نقد سے خاموشی اختیار کر کے گویا امام حاکم کے اس حکم کو صحیح تسلیم کر لیا ہے بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ولم یذکرہ الدارقطنی" الخ کہہ کر گویا انہوں نے اس کی تائید کی ہے۔ (رابعاً) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔" ھو مقلوب موضوع "کہ یہ مقلوب موضوع ہے" (التلخیص الحبیر ص ۳۴۸ ط دہلی)

مگر بعض علمائے احناف مثلاً علامہ مغلطائیؒ ۔ علامہ عابد سندھیؒ اور بعد میں کاشمیریؒ صاحب وغیرہ نے امام حاکمؒ کے اس فیصلے کو چیلنج کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اس کی سند صحیح ہے تو یہ روایت باطل اور موضوع کیوں ہے؟ مگر یہ محض طفل تسلی اور حقیقت سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔ ہم امام حاکمؒ کے قول کو حرفِ آخر نہیں سمجھتے انکے خلاف معقول دلائل ہوں تو انہیں تسلیم کر لیتے ہیں بھی ہمیں سرِ مو انکار نہیں مگر خلافِ اصُولِ محدثین محض "بظاہر راویوں کے ثقہ" ہونے کی بنا بر حدیث کو صحیح تسلیم کر لینا صحتِ حدیث کی کوئی وزنی دلیل ہے؟ علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں۔ وصحة الاسناد یتوقف علی ثقة الرجال ولو فرض ثقة الرجال لم یلزم منه صحة الحدیث حتی ینتفی منه الشذوذ والعلة (نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۴۷)

یعنی "گو صحتِ اسناد راویوں کے ثقہ ہونے پر موقوف ہے تاہم اگر راویوں کا ثقہ ہونا فرض کر لیا جائے تو بھی اس سے حدیث کی صحت لازم نہیں آتی تا آنکہ اس سے شذوذ اور علت مرتفع نہ ہو۔" اسی بات کا اظہار کچھ مختلف انداز سے علامہ ابن جوزیؒ نے موضوعات (ص ۹۹، ۱۰۶ ج ۱) میں کیا ہے اور کتنی روایات ہیں جن کے راوی ثقہ ہیں مگر محدثین نے انہیں منکر۔ باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔

لہ علامہ کاشمیری مرحوم نے اپنے روایتی انداز میں امام حاکمؒ پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے طنز و تعریض سے بھی اجتناب نہیں کیا اسی قسم کا ایک فیصلہ امام حاکمؒ نے حدیث بلال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا اقوا خلف الامام" پر بھی دیا ہے کہ یہ باطل ہے وہاں بھی کاشمیری صاحب کی رگِ حمیت عود بھڑک گی ہے دیکھیے نیل الفرقدین (ص ۱۲۸) اس حدیث کی استنادی حیثیت پر ہم کسی دوسری مجلس میں بحث کرینگے انشاء اللہ اور ثابت کرینگے کہ کاشمیری صاحب مرحوم کی برہمی عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ (الاثری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ روایت کے موضوع ہونے کے دلائل مگر آئیے زیر بحث روایت موضوع و باطل ہونے کے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

(الف) عبداللہ بن عون الخراز سے پہلے کی سند علامہ زیلعیؒ نے ذکر نہیں کی۔ البتہ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی نے مغلطائی کی شرح ابن ماجہ سے اس کی سند یوں نقل کی ہے۔ محمد بن غالب ثنا احمد بن محمد البرانی[۱] ثنا عبداللہ بن عون الخ (ما تمس الیہ الحاجۃ ص ۴۸) لیکن یہ سند بھی ناکافی ہے۔ محمدؒ بن غالب کون اور کیسا ہے؟ اس کی ذمہ داری مدعیانِ ثبوتِ حدیث پر ہے۔ اگر اسے محمدؒ بن غالب تمتام تسلیم کر لیا جائے جو احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں تو بھی امام بیہقیؒ کی ان سے ملاقات ناممکن ہے جبکہ محمد بن غالب تمتام کا سنِ وفات ۲۸۳ھ ہے (تاریخ بغداد ص ۱۴۶ ج ۳۔ تذکرہ ص ۶۱۵ ج ۲) اور امام بیہقیؒ کا سنِ ولادت ۳۸۴ ہے (تذکرہ ص ۱۱۳۲ ج ۳) گویا تمتامؒ امام بیہقیؒ کی ولادت سے ۱۰۱ سال پہلے وفات پاچکے تھے لہٰذا سماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ محمد بن غالب تمتام امام حاکمؒ کے بھی استاد نہیں کیونکہ امام حاکمؒ کا سنِ پیدائش ۳۲۱ھ ہے (تذکرہ ص۱۰۳۹ ج ۳) ظاہر ہے کہ امام حاکمؒ کی ولادت سے ۳۸ سال قبل محمد بن غالب وفات پاچکے تھے لہٰذا جب اس روایت کی سند ہی مجہول ہے تو اس سے بے اعتنائی کرتے ہوئے صحیح صحیح کی رٹ لگاتے چلے جانا کہاں کا انصاف ہے؟

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

راقم الحروف نے اس حقیقت کا اظہار جب مؤلف ما تمس الیہ الحاجۃ سے کیا تو وہ بھی ششدر رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے البتہ غور و فکر کے بعد جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ دیدہ باید۔

---

[۱] ما تمس الیہ الحاجۃ میں البرانی ہے مگر صحیح البرائی ہے اور اس کا ترجمہ تاریخ بغداد (ص ۳ ج ۵) میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) امام مالکؒ کے واسطہ سے یہی روایت مسند شافعی (ص ۷۴) مؤطا امام محمد (ص ۸۹) مسند امام احمد (ص ۸۱ ج ۳) صحیح ابوعوانہ (ص ۹۱ ج ۲) صحیح ابن حبان (ص ۲۵۳ ج ۲) شرح معانی آثار (ص ۱۳۱ ج ۱) سنن بیہقی (ص ۶۹ ج ۲) نسائی (ص ۱۰۲، ۱۲۶ ج ۱) صحیح بخاری اور جزء رفع الیدین میں مختلف اسانید سے مروی ہے اور علامہ ابن عبدالبرؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام مالکؒ کے بیشتر تلامذہ ان سے رفع یدین کے راوی ہیں۔ اور وھو الصواب (انہی کی روایت صحیح ہے) تمہید (ص ۱۶ ج ۵) قلمی[1] ۔ التقصی (ص ۱۴۰) الاستذکار (ص ۱۲۲ ج ۲) علامہ زیلعیؒ نے بھی نصب الرایہ (ص ۴۰۸، ۴۰۹ ج ۱) میں اسے ملخصاً نقل کیا ہے۔ یہ کیسی عجیب دھاندلی ہے کہ امام مالکؒ سے متعدد اسانید سے جو روایت منقول ہے اس سے صرفِ نظر کرتے ہوئے جو مجہول سند سے منقول ہو۔ اسے صحیح باور کرلیا جائے پھر نہ معلوم یہ حضرات زیادتی ثقہ کا اصول (اور وہ بھی ایک نہیں بیسیوں سے) کو کیوں نظر انداز فرما جاتے ہیں اور "شاذ" کی تعریف بھی کیونکر نظر سے اوجھل رہتی ہے۔

(ج) امام مالکؒ یہ روایت امام زہریؒ سے بیان کرتے ہیں اور امام مالکؒ کے علاوہ امام معمر، اوزاعی، زبیدی، یحییٰ بن سعید، یونس بن یزید، سفیان بن عیینہ، شعیب، عقیل بن خالد، محمد بن اسحاق، سفیان بن حسین رحمہم اللہ بھی امام زہریؒ سے رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر نے تمہید وغیرہ میں ذکر کیا ہے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ امام زہریؒ کی روایت میں رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

(د) محمدؒ بن غالب تمام گو ثقہ ہیں مگر حافظہ کچھ کمزور تھا اسی بنا پر وہ احادیث میں غلطیاں کرجایا کرتے تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں ثقة مامون الا انہ یخطی (تذکرہ ص ۶۱۵ ج ۲) لہٰذا اس کی یہ روایت امام زہری اور امام مالک کے معروف اور جم غفیر رُواۃ کے

---

[1] تمہید کا خطی ناقص نسخہ درگاہ شریف میں حضرت سید محب اللہ شاہ راشدی پیر آف جھنڈا کے پاس موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے کیا بعید ہے کہ اسی غلطی کی بنا پر ان سے یہ روایت مقلوب ہو گئی ہو۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے تصریح کی ہے۔

(ھ) اس روایت کے راوی حضرت ابن عمرؓ خود رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ آئے گا۔ ان سے یہ روایت سالم نے بیان کی ہے اور وہ بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (ترمذی مع التحفہ ص ۲۱۹ ج ۱۔ شرح السنۃ ص ۲۲ ج ۳) فتح الباری ص ۲۲۲ ج ۲۔ عمدۃ القاری ص ۲۷۵ ج ۵ وغیرہ) اور پھر خود امام مالکؒ کا بھی رفع یدین پر عمل تھا ابن قاسم نے گو ان سے رفع یدین نہ کرنے کا عمل نقل کیا ہے مگر امام خطابیؒ، علامہ قرطبیؒ اور علامہ بغویؒ فرماتے ہیں۔ انہ اخر قولی مالك واصحهما کہ "امام مالکؒ کا آخری اور صحیح قول رفع یدین کرنے کا ہے" دیکھئے معالم السنن مع تلخیص للمنذری (ص ۲ ۳ ج ۱) فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۲ شرح السنۃ ص ۲۳ ج ۲ تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۰ ج ۱۔ بلکہ امام محمدؒ بھی اہل مدینہ کا یہی مذہب ذکر کرتے ہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جس سے ان کی مراد اولاً امام مالکؒ ہیں۔ دیکھیے الحجۃ علی اھل المدینۃ ص ۹۴ ج ۱۔ لہٰذا جب یہ روایت مسلسل بالعمل بھی ہے تو اس اعتبار سے بھی خود علمائے احناف کے نزدیک زیر بحث ولیت (اگر کسی درجہ میں روایت مان لی جائے) منسوخ ہوئی علامہ عبدالقادر قرشیؒ لکھتے ہیں۔ القاعدۃ الاصولیۃ العظیمۃ المشهورۃ ان الراوی اذا عمل بخلاف ما روی فالعبرۃ بما رای لا لما روی .... وهذہ قاعدۃ عظیمۃ خرج بها الجواب عن عدۃ احادیث زعم الخصم انا خالفناها۔ الخ (کتاب الجامع ص ۴۲۶ ج ۲ من الجواهر المضیۃ)

یعنی "مشہور اور عظیم قاعدہ یہ ہے کہ راوی جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اعتبار اس کے عمل کا ہوگا روایت کا نہیں ۔۔۔ اور اس عظیم قاعدہ سے ان اکثر احادیث کا جواب ہو جاتا ہے جن کے متعلق فریق ثانی کا خیال ہے کہ ہم (حنفیہ) نے فلاں فلاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی مخالفت کی ہے" بنابریں یہاں پر "قاعدہ مشہورہ" کیوں کارفرما نہیں؟

ان وجوہ سے صرفِ نظر کرتے ہوئے امام حاکمؒ کے قول کو رد کرنا بجائے خود اندھیر میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ پس اس روایت کی صحت کا دعویٰ کرنے والوں پر لازم ہے کہ پہلے اس کی مکمل سند پیش کریں، بے پر کی اڑانا اہلِ علم کی شان نہیں۔ علامہ مغلطائیؒ نے اس کی ادھوری سند نقل کر کے علامہ کاشمیریؒ کی یہ غلط فہمی تو دور کر دی ہے کہ امام حاکمؒ اور عبداللہ بن عون کے مابین زیادہ سے زیادہ دو واسطے ہیں (نیل الفرقدین ص۱۲) اور بظاہر اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ امام بیہقیؒ نے تو اس کی مکمل سند پیش کی ہے مگر اولاً علامہ زیلعیؒ نے اس کی پہلی سند کو حذف کیا اور بعدہٗ علامہ مغلطائیؒ نے اگر سند ذکر کی تو وہ بھی ادھوری آخر کیا وجہ ہے کہ یہ ناقلین علمائے احناف مکمل سند کیوں ذکر نہیں کرتے؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

الغرض امام حاکمؒ، امام بیہقیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے قول کے مطابق یہ روایت باطل، موضوع اور مقلوب اور امام مالکؒ کی مشہور روایت کے برعکس ہے لہٰذا یہ شاذ اور مردود ٹھہری۔

دوسری حدیث:۔ مدونۃ ابن قاسم میں ہے۔ ابن وھب عن مالك عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلاة (ص ۶۹ ج ۱)

ہماری معلومات کی حد تک سب سے پہلے علامہ کاشمیری مرحوم نے نیل الفرقدین (ص ۱۲۸) میں اس کو پیش کیا ہے اور انہی کی تقلید مولانا یوسف بنوری مرحوم نے معارف السنن اور ڈیروی صاحب نے نور الصباح (ص ۶۰) میں کی ہے۔ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ابن وہب نے بواسطہ امام مالکؒ عن ابن شهاب عن سالم حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے استدلال کی بنیاد صرف اس بات پر ہے کہ گو اس میں رکوع کے وقت رفع وعدم رفع کا ذکر نہیں مگر ابن قاسمؒ نے اس روایت کو رفع یدین نہ کرنے کی دلیل میں بیان کیا ہے۔

روایت کی اصل حقیقت مگر یہ "دلیل" بھی "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مترادف ہے کیونکہ اولاً مدونہ کی یہ روایت ہی محل نظر ہے جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے تمہید (ص ۱۶ ج ۵ قلمی) میں ذکر کیا ہے کہ ابن وہبؒ اور ابن قاسمؒ امام مالکؒ سے رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی یہ عبارت علامہ زیلعی نے نصب الرایہ (ص ۴۰۸ ج ۱) میں بھی ذکر کی ہے جس کا اعتراف علامہ بنوریؒ نے بھی کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ الثالث بذکر الرفع فی المواضع الثلاثة وھو روایة ابن وھب و محمد بن الحسن وابن القاسم وجماعة عن مالك (معارف السنن ص ۴۷۳ ج ۲)

نیز علامہ کاشمیری مرحوم نے ذیل الفرقدین (ص ۲) بھی حافظ ابن عبدالبرؒ کا یہ کلام نقل کیا ہے کہ ابن وہبؒ اور ابن قاسمؒ وغیرہ امام مالکؒ سے رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ ابن وہبؒ کے طریق سے یہ روایت السنن الکبریٰ للبیہقی (ص ۷۹ ج ۲) معرفۃ السنن (ص ۲۱۴ ج ۱ قلمی) شرح معانی الآثار (ص ۱۳۱ ج ۱) میں رفع یدین کے ذکر سے بسند صحیح دیکھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا جب ابن وہبؒ اور ابن قاسمؒ سے امام مالکؒ ہی کی روایت میں رفعیدین کا ذکر موجود ہے تو یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ مدونہ کے راوی (جو عبدالسلام سحنون ہیں) نے اس مرفوع روایت میں اختصار کیا ہے بالخصوص جبکہ حافظ ابویعلی الخلیلی کا بیان ہے کہ "لم یرضہ اھل الحدیث حفظه (لسان ص ۸ ج ۴) کہ "محدثین کے نزدیک اس کا حافظہ پسندیدہ نہیں" لہٰذا جب ابن وہبؒ اور ابن قاسم کی روایت میں رفع یدین کا ذکر موجود ہے تو سحنون ایسے راوی کی نقل پر اعتماد کیونکر قابل اعتماد ہو سکتا ہے۔

ثانیاً ابن وہبؒ امام مالکؒ سے رفع یدین کی روایت ہی ذکر نہیں کرتے بلکہ امام مالکؒ کا مذہب بھی یہی نقل کرتے ہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ علامہ ابن عبدالبرؒ نے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے۔ وروی ابومصعب وابن وھب عن مالک انہ کان یرفع یدیہ اذا احرم واذا رکع واذا رفع من الرکوع علی حدیث ابن عمرؓ ۔ الخ (الاستذکار ص ۱۲۴ ج ۲) یعنی "ابومصعبؒ اور ابن وہبؒ کا بیان ہے کہ امام مالکؒ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے مطابق تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے" علامہ کاشمیری مرحوم نے بھی علامہ ابن عبدالبرؒ کے حوالہ سے یہی قول نیل الفرقدین (ص ۱۳) میں اور ان کے شاگردِ رشید علامہ بنوری مرحوم نے معارف السنن (ص ۴۵۳ ج ۲) میں نقل کیا ہے۔ لیجئے باعتراف فریق ثانی ابن وہبؒ، نہ صرف یہ کہ امام مالکؒ سے رفع یدین کی روایت نقل کرتے ہیں بلکہ اسی حدیث پر ان کا عمل بھی اسی کے مطابق بتلاتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے بھی امام مالکؒ کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔ دیکھئے فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۲) طرح التثریب (ص ۲۵۳ ج ۲) تعلیق احمد شاکرؒ علی الترمذی (ص ۳۷، ۳۸ ج ۲) یہ وجوہ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مدونہ کی روایت میں اختصار ہے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ حضرات ان ٹھوس حقائق سے غفلت یا اغماض کی بنا پر اس سے استدلال کرتے ہیں۔ فیاللعجب

تنبیہ

ابن قاسمؒ بلاشبہ امام مالکؒ کا مذہب عدم رفع یدین ذکر کرتے ہیں۔ مگر مرفوع حدیث میں ان سے رفع یدین روایت کرتے ہیں۔ اور امام مالکؒ کا آخری قول بھی رفع یدین کرنے ہی کا ہے جیسا کہ ہم پہلے باحوالہ ذکر کر آئے ہیں ثانیاً ابن قاسمؒ امام مالکؒ کا یہ مذہب نقل کرنے میں منفرد ہیں جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ ثالثاً مالکیہ عموماً ابن قاسم کی نقل پر اعتماد کرتے ہیں لیکن متعدد مسائل میں جہاں محققین نے ابن قاسمؒ کی نقل پر اعتماد نہیں کیا۔ مثلاً مسئلہ تذکیۃ جلود السباع وغیرہ۔ اس لیے کہ نصوص صریحہ و صحیحہ ابن قاسمؒ کی نقل کے مخالف ہیں اور امام مالکؒ کا دوسرا قول ان کے موافق ہے بعینہٖ یہی نوعیت مسئلہ رفع یدین کی ہے۔ فافہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری حدیث: حدثنا عبداللہ بن ایوب المخرمی وسعدان بن نصر وشعیب بن عمرو فی اخرین قالوا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما وقال بعضھم ولا یرفع بین المسجدتین والمعنیٰ واحد (مسند ابو عوانۃ ص ۹۰ ج ۲)

ہم نے پہلی دو روایات کو اس لیے پہلے ذکر کیا کہ فریق ثانی کے بعض اہل علم نے ماضی میں بھی مذکورہ بالا روایتوں سے استدلال کیا ہے لیکن اس روایت اور اس کے بعد کی روایت کو مؤخر اس لیے لائے ہیں کہ ان سے استدلال صرف ڈیروی صاحب یا دورِ حاضر میں انہی کے چند ہم خیال حضرات نے کیا ہے۔ جو "شیٔ من سدر قلیل" کے مصداق ہیں۔

اب سنیئے اس نئے استدلال کی حقیقت!

پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(۱) امام ابو عوانہؒ نے اس حدیث پر حسب ذیل باب قائم کیا ہے۔ " باب رفع الیدین فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذا منکبیہ للرکوع ولرفع رأسہ من الرکوع وانہ لا یرفع بین السجدتین" لعنی "یہ بیان ہے نماز کے آغاز میں پھر رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کندھوں تک رفع یدین کے بارے میں اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے مابین رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام ابوعوانہؒ نے اس دعویٰ کے تحت (جو باب کی صورت میں کیا ہے) سب سے پہلے یہی روایت ذکر کی ہے مگر ڈیروی صاحب اسے رفع یدین نہ کرنے کے بارہ میں "نص صریح وصحیح" قرار دے رہے ہیں کہ

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اس "استدلال" میں ان کے شیخ الحدیث صاحب بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باب تو اثبات رفع یدین کا مگر اس پر دلیل وہ جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بقول ڈیروی صاحب "صریح" حکم ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است، "ڈیروی صاحب (شاید کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے) امام ابوعوانہؒ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کہ وہ" الحافظ الثقۃ الکبیر" ہیں مگر یہ سوچنے کی زحمت نہیں فرمائی کہ دلیل دعویٰ کے مخالف ہے ایسے صریح تناقض و تضاد کی تو کسی غبی شخص سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی کہ دعوے کچھ کرے اور دلیل کچھ اور بیان کچھ کرے چہ جائیکہ امام ابوعوانہؒ ایسے "الحافظ الثقۃ الکبیر" سے اس کی توقع رکھی جائے۔

(۲) روایت کو سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ "لا یرفعھما" کا تعلق کس سے ہے۔ ماقبل کی جزا ہے یا اس کا تعلق بعد کے جملہ کے ساتھ ہے۔ دراصل امام ابوعوانہؒ نے جیسے رفع یدین کی کیفیت کے بارہ میں راویوں کا اختلاف بیان کیا ہے کہ بعض نے "حتی یحاذی بھما" کہا ہے۔ اور بعض نے "حذو منکبیہ" کہا ہے۔ اسی طرح بعد میں بھی یہی مقصود ہے کہ بعض نے "لا یرفعھما" اور بعض نے "ولا یرفع بین السجدتین" کہا ہے اور اس کی امام صاحبؒ کے الفاظ "والمعنی واحد" (معنیٰ و مقصد ایک ہی ہے) سے بھی تائید ہوتی ہے کہ "لا یرفعھما" کہا جائے یا "لا یرفع الخ"۔ معنوی اعتبار سے کوئی جوہری فرق نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر "لا یرفعھما" ماقبل کی جزا ہے جیسا کہ ڈیروی صاحب اور ان کے شیخ الحدیث صاحب نے کہا ہے تو پھر اس کے بعد "وقال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین والمعنیٰ واحد" میں بعض کا ذکر کر کے کس جملہ سے تعرض و اختلاف کا اشارہ ہے۔ اور یہاں کونسے دو لفظ ہیں کہ فرمایا جا رہا ہے کہ "معنیٰ ایک ہی ہے"، اگر یہاں دو لفظ نہیں تو "معنیٰ واحد" کہنے کا کیا مطلب ہے؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) امام ابوعوانہ نے یہ روایت عبداللہ بن ایوب، سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو وغیرہم کی سند سے بیان کی ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ سفیان سے عبداللہ، سعدان اور شعیب وغیرہ یہ روایت ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ اب دیکھیے کہ دوسری کتب حدیث میں کوئی روایت ان کے واسطہ سے جو آئی ہے تو وہ کس طرح ہے چنانچہ السنن الکبریٰ (ص ۶۹ ج ۲) میں سعدان عن سفیان کے واسطہ سے یہی روایت موجود ہے جس کے الفاظ یوں ہیں۔

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلاۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین" ۹۶۹۱

صحیح ابوعوانہ کی روایت سے ان الفاظ کا مقابلہ کیجیے۔ یہاں رواۃ کے اختلاف کا ذکر نہیں گویا سعدؒ ان کی روایت میں حتی یحاذی منکبیہ اور "ولا یرفع بین السجدتین" کے الفاظ ہیں۔ یہ طریق بھی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ "لا یرفعھما" سے مراد محض راویوں کے مابین اختلاف کا ذکر کرنا مقصود ہے اور بس۔ مگر ڈیروی صاحب اپنی نافہمی میں اسے ماقبل کی جزا بنا رہے ہیں۔ ڈیروی صاحب کے اس "نرالے اجتہاد" پر ہمیں اتنا تعجب نہیں تعجب تو حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب شیخ الحدیث نصرت العلوم پر ہے جو بایں علم وفضل بغیر غور وفکر "تلمیذ رشید" کی ہمنوائی فرما رہے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ سعدان کی روایت میں یہ الفاظ نہیں تو نہ سہی صحیح ابوعوانہ میں تو ہیں تو یہ بات کوئی مبتدی ہی کہہ سکتا ہے۔ روایت کی تعلیل وتصحیح کے لیے اس کے تمام طرق والفاظ کو پیش نظر رکھنا اصول حدیث کا مسلّمہ طریق چلا آرہا ہے۔ بصورت تسلیم کسی کتاب میں کسی لفظ کا آجانا ہی اگر اس کے ثبوت کے لیے کافی ہے تو پھر حدیث کی کسی کتاب کی کوئی روایت معلول ہی نہیں۔ لیکن یہاں معاملہ تو بالکل برعکس ہے یعنی یہ الفاظ جزا نہیں بلکہ بیان اختلاف کے لیے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا انکار ہمارے توضیحی بیان کی روشنی میں مشکل ہے۔

(۴) اس روایت کے بعد امام ابو عوانہؒ نے اپنے دعوی پر دوسری روایت یہ ذکر کی ہے حدثنا الربیع بن سلیمان عن الشافعی عن ابن عیینۃ بنحوہ ولا یفعل بین السجدتین کہ ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کے واسطہ سے امام ابن عیینہؒ سے یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے اور اس میں "ولا یفعل بین السجدتین" کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ روایت کے پہلے حصہ کو قریب المعنیٰ بتلانے کے بعد آخری الفاظ کے اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ پہلی روایت میں "کا یفعل بین السجدتین" ہے۔ اب آئیے "ربیع عن الشافعی" کی روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں جو خود امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الام" میں ذکر فرمائے ہیں اور سرفہرست رفع یدین کے مسئلہ میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، الفاظ ہیں۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلاۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ و اذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین" (کتاب الام ص ۸۹، ۹۰ ج ۱)

امام بیہقیؒ کی کتاب معرفۃ السنن والآثار (ص ۱۴۲ ج قلمی) میں بھی امام شافعی رح کی روایت موجود ہے۔ انصاف شرط ہے کہ اگر صحیح ابو عوانہ کی پہلی روایت میں ترک رفع یدین کا ذکر ہے۔ اور "الشافعی عن ابن عیینہ" کی روایت میں رفع یدین کا ہے۔

تو پھر امام شافعیؒ کی روایت بیان کرتے ہوئے "بنحوہ" کہنے کا مطلب کیا۔ جو روایت پہلی حدیث کے مخالف ہو وہاں "بنحوہ" ہی کہا جاتا ہے؟ ع

"بندۂ خدا" منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(۵) امام شافعیؒ اور سعدانؒ وغیرہ کے علاوہ امام احمدؒ، علی بن حجرؒ، علی بن خشرمؒ، ہشامؒ بن عمار، علی بن محمد، ابو عمر الضریرؒ، سعیدؒ بن عبد الرحمٰن، قتیبہؒ، فضلؒ بن صباح، عقبہؒ بن عبد اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنؒ بن محمد، یونسؒ بن عبدالاعلیٰ، محمدؒ بن رافع، علیؒ بن ازہر، یحییٰؒ بن یحییٰ، سعیدؒ بن منصور، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمروؒ بن ناقد، زہیرؒ بن حرب، ابنؒ نمیر رحمہم اللہ وغیرہ، امام ابن عیینہؒ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں، اور وہ تمام کے تمام رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں۔ دیکھئے سنن ابن ماجہ (ص ۶۲) جامع ترمذی مع التحفہ ص ۱۹ ج ۱ ، صحیح ابن خزیمہ (ص ۹۴ ج ۱) صحیح مسلم (ص ۱۶۸ ج ۱) (مسند احمد ص ۸ ج ۲) وغیرہ۔ اس جم غفیر کی روایت کے مقابلے میں ابوعوانہ کی روایت کا وہ مطلب بیان کرنا جو نہ خود امام ابوعوانہؒ کے پیش نظر ہے نہ روایت کے الفاظ اس کی اجازت دیتے ہیں کہاں تک عقل و انصاف کے موافق ہے؟۔

یہی وجہ ہے کہ اس روایت کو تمام متقدمین علمائے احناف میں سے کسی نے بھی زیر بحث رفع یدین کے ترک میں پیش نہیں کیا۔ صرف جمود تقلید یا "جدیدیت" کے شوق میں ہمارے ہی دوستوں کو یہ دُور کی سوجھی ہے مگر بحمداللہ نتیجہ یہاں بھی درماندگی ہوگا۔ اس کے متعلق مزید گزارشات آئندہ حدیث کے تحت ہم انشاءاللہ عرض کریں گے۔

چوتھی حدیث امام ابوعوانہؒ نے سعدانؒ، شعیبؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کی روایت کا ذکر کرنے کے بعد اسی باب میں یہ روایت بھی ذکر کی ہے "حدثنا الصائغ بمكة قال حدثنا الحميدي ثنا سفيان عن الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله" (صحیح ابوعوانہ ص ۹۰ ج ۲)

ڈیروی صاحب نے اپنے استدلال میں دوسری روایت یہی ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ امام حمیدیؒ کی روایت ان کی مسند (ص ۲۷۷ ج ۲) میں ان الفاظ سے ہے رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه فلا يرفع ولا بين السجدتين " (نور الصباح ص ۵۷ ، ۵۸)

استدلال کی بوالعجبی مگر مسند حمیدی کی اس روایت سے استدلال کو بھی کم علمی ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جا سکتا ہے۔

اولاً مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں "حدثنا الحمیدی" کے بعد "قال حدثنا سفیان" کا واسطہ سہواً ساقط ہے جس کا اعتراف خود ڈیروی صاحب کو بھی ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر "حروف جوڑنے والے کی غلطی" سے "قال حدثنا سفیان" کے الفاظ چھوٹ سکتے ہیں تو کاتب سے یہاں بعض الفاظ ذکر کرنے میں غلطی کیوں ناممکن ہے؟ جیسا کہ سیاق و سباق کا تقاضا ہے۔

ثانیاً یہ روایت امام حمیدیؒ ہی کے واسطہ سے امام ابو عوانہؒ نے "باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوٰۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیہ وللرکوع ولرفع رأسہ من الرکوع وانہ لا یرفع بین السجدتین" کے تحت ذکر کی ہے۔ اور اس کے تحت انہوں نے جتنی روایات پہلے ذکر کی ہیں ان میں رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔ کما ذکرنا۔ اگر امام حمیدیؒ کی روایت میں رفع یدین کی نفی ہو تو روایت ان کے دعویٰ کے معارض ہے بلکہ ان کا اس روایت کے آخر میں "مثلہ" کہنا بجائے خود دلیل ہے کہ اس میں اسی بات کا ذکر ہے جو پہلی روایت میں ہے تو بتلایا جائے کیا سعدانؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کی روایت میں رفع یدین کی نفی ہے یا اثبات؟ اور یقیناً اثبات ہے تو ان روایات کے بعد امام حمیدیؒ کی روایت ذکر کرکے "مثلہ" کہنا اصولاً کہاں تک صحیح ہے؟۔

ثالثاً امام بخاریؒ احادیث رفع یدین کے راویوں (جن میں حضرت ابن عمرؓ بھی ہیں) کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وکان عبداللہ بن الزبیر وعلی بن عبداللہ ویحیٰی بن معین واحمد بن حنبل واسحاق بن راھویہ یثبتون ھذہ الاحادیث الخ (جزء رفع الیدین)

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام عبداللہ بن زبیر حمیدی (جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک ابن عمرؓ کی حدیث میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے ورنہ اس کے اثبات کے کیا معنیٰ؟

رابعًا امام حمیدیؒ اسی روایت کے متصل بعد حضرت ابن عمرؓ سے موقوفًا نقل کرتے ہیں کہ جب وہ کسی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا تو وہ اُسے کنکریاں مارتے تھے ان کے الفاظ ہیں۔ حدثنا الحمیدی ثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ کان اذا رای رجلاً لا یرفع یدیہ کلما خفض ورفع حصبہ حتی یرفع یدیہ "

(مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲)

یہی روایت امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین (ص ۱۱) میں امام حمیدیؒ کے واسطہ سے ذکر فرمائی ہے اور اس کے الفاظ ہیں۔ کان اذا رای رجلاً لا یرفع یدیہ اذا رکع رماہ بالحصی۔ یعنی "جب کسی شخص کو دیکھتے کہ نماز میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتا تو وہ اسے کنکریاں مارتے تھے" امام احمدؒ بن حنبل سے کہا گیا کہ رفع یدین کیا جائے؟ تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا "ہاں! اور اس میں کون شک کر سکتا ہے؟" پھر ابن عمرؓ کا یہ اثر ذکر پیش فرمایا۔ چنانچہ علامہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں۔ قیل لاحمد یرفع المصلی عند الرکوع فقال نعم ومن یشک فی ذالک کان ابن عمر اذا رای رجلاً لا یرفع یدیہ حصبہ قال احمد حدثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد قال سمعت نافعًا قال کان ابن عمر اذا رای من لا یرفع حصبہ" (الاستذکار ص ۱۲۶ ج ۲)

بنا بریں حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے بعد امام حمیدیؒ کا ان کے اس اثر کو نقل کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ پہلی روایت میں زیر بحث رفع یدین کا ہی ذکر ہے جس کے ترک پر حضرت ابن عمرؓ سرزنش فرماتے تھے۔ ہماری اس وضاحت سے علامہ بنوری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس غلط فہمی کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر کا رکوع کی رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے الفاظ ہیں۔ ولیس فی لفظ اثر ابن عمر ای دلیل علی انہ رماہ بالحصی فی ترک الرفع عند الرکوع الخ (معارف السنن ص۴۶۶ ج۲) دراصل یہ حیلہ سازی متونِ روایت سے بے خبری پر مبنی ہے جب کہ جزء رفع الیدین میں رکوع کی رفع الیدین کا ذکر موجود ہے اور امام احمدؒ کا اس سے استشہاد بجائے خود ایک وزنی دلیل ہے۔

خامسًا۔ قبل ازیں ہم بیان کر آئے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کے صاحبزادے سالمؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بھی (مواضع ثلاثہ میں) رفع یدین کرتے تھے ایسے ہی حضرت ابن عمرؓ کے تلامذہ میں نافعؒ (جو کہ رفع یدین کی روایت کے راوی ہیں) کا بھی اسی پر عمل تھا۔ اور مجاہدؒ بھی رفع یدین کرتے تھے (جامع ترمذی مع التحفہ ص۲۱۹ ج۱) عینی شرح بخاری (ص۲۷۲ ج۵) شرح السنۃ (ص۲۳ ج۳) فتح الباری (ص۲۲۰ ج۲)

یاد رہے کہ امام مجاہدؒ وہی بزرگ ہیں جن کے واسطہ سے احناف حضرات حضرت ابن عمرؓ کا ترک رفع یدین کا اثر نقل کرتے ہیں جسے ماہرینِ فن حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ پھر خود امام مجاہدؒ کا عمل اس کے مخالف ہے فتدبر

سادسًا۔ امام حمیدیؒ خود رفع یدین کے قائل تھے بلکہ حسب تصریح حافظ ابن عبد البرؒ وہ زیر بحث رفع یدین کے وجوب کے قائل تھے چنانچہ حافظ ابن عبد البرؒ قائلین رفع یدین کا ذکر کرتے ہوئے پہلے امام احمدؒ کا فتوے مذکورہ فتوے اور حضرت ابن عمرؓ کا اثر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں " کل من رای الرفع وعمل بہ من العلماء لا یبطل صلوٰۃ من لم یرفع الا الحمیدی وبعض اصحاب داؤد وروایۃ عن الاوزاعی (الاستذکار ص۱۲۶ ج۲) یعنی " علمائے کرام میں جو رفع یدین کے قائل ہیں وہ رفع یدین نہ کرنے والے کی نماز کو باطل نہیں کہتے مگر حمیدی رحؒ اور امام داؤدؒ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اصحاب اور ایک قول میں امام اوزاعی کا بھی یہی خیال ہے کہ رفع یدین نہ کرنے والے کی نماز باطل ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ تکبیر اولیٰ کے بارہ میں اختلاف کی تفصیل امام ابن عبدالبرؒ پہلے بھی بیان کر چکے ہیں اور وہاں بھی وہ بعض کا قولِ وجوب کا نقل کرتے ہیں۔ پھر تارکینِ رفع یدین اور رفع یدین مواضع ثلاثہ کے قائلین کا ذکر کر کے یہ عبارت ذکر کی ہے جس سے ڈیروی صاحب وغیرہ کا یہ مغالطہ بھی دُور ہو جاتا ہے کہ ان کا وجُوب کا قول صرف تکبیر تحریمہ کے بارہ میں ہے (نور الصباح ص ۴۴) اگر بعض نے اس مسلک کا ذکر صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ کیا ہے تو ابن عبدالبرؒ نے رکوع کی رفع یدین کے بارہ میں بھی ان کا یہی مسلک نقل کیا ہے اور علامہ سبکیؒ کے رسالہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ (مطبوعہ در مجموعۃ الرسائل المنیریہ ص ۲۵۶ ج ۱) میں بھی امام حمیدیؒ کا مسلک وجوب ہی کا نقل کیا گیا ہے وللتفصیل مقام آخر۔ تاہم وجوب اگر نہ بھی ہو۔ امام حمیدیؒ سے رفع یدین کے ثبوت کا انکار تو کسی صورت نہیں کیا جا سکتا۔ امام حمیدیؒ کے علاوہ ان کے استاذ امام ابن عیینہؒ بھی رفع یدین کے قائل تھے [1] دیکھئے عمدۃ القاری (ص ۲۷۲ ج ۵) جامع ترمذی مع تعلیق شیخ احمد شاکر (ص ۳۷ ج ۲) لہٰذا اُستاد شاگرد دونوں کا بھی رفع یدین پر عمل خود اس روایت کے الفاظ کو مشکوک قرار دیتا ہے۔ یہ اندازِ تعلیل چونکہ علمائے احناف کے ہاں مسلّمہ اور پسندیدہ ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں لہٰذا انہیں کم از کم اپنے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہیئے۔

سابعًا صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کی یہ روایت اگر ترک رفع یدین کے بارہ میں "نص صریح" ہے تو چوتھی صدی سے لے کر مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم تک کے تمام حنفی اکابر نے اس کو استعمال کیوں نہیں کیا؟ کیا اس کی سند صحیح نہ تھی یا مسند حمیدی کا کسی کو علم نہ تھا؟ یا حمیدی کے واسطہ سے یہ روایت ہی نہ تھی؟ اس قدر طویل عرصہ

---

[1] صحیح ابوعوانہ کی روایت بھی بواسطہ ابن عیینہ ہی مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تک اس سے بے اعتنائی کے کیا معنیٰ؟ حالانکہ مسند حمیدی کا نسخہ نایید نہ تھا۔ امام ابو عوانہؒ نے انہی کے واسطہ سے یہ روایت مختصراً ذکر کی ہے اور صحیح ابو عوانہ کا نسخہ بھی ہر دور میں اہل علم کی نظر میں رہا ہے جس کا کوئی شخص بھی جس کا فن حدیث سے تعلق رہا ہو انکار نہیں کر سکتا۔ انتہا یہ کہ علامہ کاشمیری مرحوم کی زندگی میں غالباً مسند ابو عوانہ طبع ہو چکی گئی تھی اور مولانا بنوری کا تو ابھی کل انتقال ہوا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ متقدمین اور متاخرین تمام اکابر علمائے احناف ان سے خاموش ہیں؟ یقین جانیے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مسند ابو عوانہ کی اس روایت میں ترک رفع یدین نہیں بلکہ رفع یدین کا ذکر ہے جیسا کہ امام ابو عوانہؒ نے انہی روایات پر رفع یدین کرنے کا باب باندھ کر اس کی وضاحت کی ہے

نتیجہ۔ ہماری ان گذارشات سے تارکین رفع یدین کے نئے استدلال کی خامی نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتی ہے مگر اپنی بات کی پاسداری حقائق کو تسلیم کرنے سے ہمیشہ سدِ راہ بنتی ہے۔ آخر میں ہم عرض کریں گے کہ سردست پورے رسالہ کا جائزہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ رسالہ کے بہت سے "دلائل" وغیرہ اہل حدیث کے رسالوں اور کتابوں میں آ گئے ہیں۔ البتہ آخر میں نمونۃً ڈیروی صاحب کی حد سے زیادہ بے اعتدالیوں کا ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا تاکہ قارئین "نئی تحقیقی کاوش" کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔

۱۔ حضرت ابن عمرؓ کا اثر جو ابھی ہم مسند حمیدی، جزء رفع الیدین، الاستذکار کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں "ولید مدلس ہے۔ اور یہ روایت بھی عن سے بیان کی ہے" (نور الصباح ص ۱۸) حالانکہ مسند حمیدی، جزء رفع الیدین اور الاستذکار میں "سمعت زیدا" کے الفاظ ہیں اور سنن دار قطنی (ص ۲۸۹ ج ۱) میں "ثنا" ہے۔ اب فرمائیے تصریح سماع اور کیا ہوتی ہے۔ مگر . . . . کا کیا علاج۔

۲۔ اسی اثر کے متعلق مزید لکھتے ہیں "حمیدی کی روایت میں فی کل خفض و رفع

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہذا ہر اُونچ نیچ میں رفع یدین کا انکار کیوں ہے" (نور الصباح ص ۱۸۱) حالانکہ امام حمیدیؒ کے واسطے سے یہ روایت جزء رفع الیدین میں اذا رکع واذا وقع کے الفاظ سے مروی ہے۔ اور اُصول کا یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً (ایک حدیث دوسری کی تفصیل ہوتی ہے) پھر امام احمدؒ نے اس سے رکوع کی رفع یدین ہی مُراد لی ہے، "ہر اُونچ نیچ کے وقت" کی نہیں۔ مجتہد مطلق کا استدلال بھی بجائے خود اس معنیٰ کی تعیین کی دلیل ہے۔ مزید برآں خفض و رفع سے دراصل رکوع اور رکوع سے اٹھنا مُراد ہے جیساکہ جزء رفع الیدین میں مصرح ہے۔ ان حقائق سے اغماض کہاں تک انصاف پر مبنی ہے۔ مزید براں حدیث میں ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم "یکبر کلما خفض وکلما رفع" (مؤطا محمد ص۸۸) تو کیا یہاں بھی تسمیع کے وقت تکبیر ہی مُراد لی جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس اجمال پر یہ اعتراض محض تک بندی اور لاعلمی پر مبنی ہے۔

۳۔ اسی اثر کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں اس (ولید) کی دس (۱۰) حدیثوں کی کوئی اصل ہی نہیں اور ان دس میں چار نافع کے طریق سے ہیں۔ اور یہ اثر بھی نافع کے طریق سے ہے۔" (نور الصباح ص ۱۸۱) حالانکہ یہ قول امام مالکؒ کا نہیں بلکہ امام ابوداؤدؒ کا ہے اور وہ بھی یوں "قال الآجری سألت اباداؤد عن صدقة بن خالد فقال هو اثبت عن الولید، الولید روی عن مالك عشرة احادیث لیس لها اصل منها اربعة عن نافع" (تہذیب ص۴۱۵ ج ۴)

یعنی امام ابوداؤد کا کہنا ہے کہ ولید کی مالک کے طریق سے دس احادیث بے اصل ہیں۔ اور ان میں سے چار مالك عن نافع سے ہیں" اور اس کا سبب غالباً ولید کا مدلس ہونا ہے مگر زیر بحث روایت میں ولید، زید بن واقد سے تحدیثاً روایت کرتے ہیں اور نہ ہی یہ روایت امام مالکؒ کے طریق سے ہے [1] پھر امام احمدؒ نے اس سے استدلال

---

[1] ڈیروی صاحب کو اپنے استاذ (مولانا صفدر صاحب) اور مؤید کی کتاب "احسن الکلام" پر

27910

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کیا ہے اور احناف کا تو یہ مسلّمہ ہے کہ مجتہد جس سے استدلال کرتے تو وہ روایت صحیح ہوتی ہے (انہاء السکن ص ۱۶)

ہم صرف ایک ہی صفحہ سے ایک ہی روایت کے بارہ میں ڈیروی صاحب کے مغالطات پر اکتفا کرتے ہیں یقین جانیے پوری کتاب اضحوکہ، تدلیس و تلبس کا پلندہ اور اصولی و فنّی لغزشوں کا مجموعہ ہے اور ہمارے اس دعوٰے کی صداقت اسی ایک صفحہ کی حقیقت بیان کرنے سے عیاں ہو جاتی ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

هذا آخر ما اردنا فی هذه العجالة وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وسلم

(بقیہ حاشیہ ص۳) بھی بڑا فخر ہے مگر ان کی یہ کتاب بھی مجموعہ اغلاطات ہے۔ ہم یہاں تراجم و رجال کے سلسلہ میں ان کے اس نوعیت کے صرف ایک خبط کی طرف اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ رکھتے ہیں" موسیٰ بن ہارون کا بیان ہے کہ وہ (معمری) اوثق الناس اور اثبت الناس تھے اور ان کی یہ خوبی تھی کہ تدلیس نہیں کرتے تھے۔ بحوالہ لسان ص ۲۲۴ ج ۲ دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ صدوق اور حافظ تھے ان پر جرح موسیٰ بن ہارون نے از روئے عداوت کی ہے (احسن الکلام حاشیہ ص ۲۲ ج ۱) لیکن واقعہ یہ ہے کہ لسان المیزان کی عبارت سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے چنانچہ الفاظ ہیں" سئل الدارقطنی عن موسیٰ بن ہارون والمعمری فقال موسی اوثق واثبت ولم ینکر علیہ شیء وکان لا یدلس" لسان ص ۲۲۴ ج ۱۔ اس عبارت میں غلطی سے "فقال موسیٰ" میں قال کا فاعل موسیٰ کو سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ یہ مقولہ دارقطنیؒ کا ہے کہ موسیٰ، معمری سے اوثق و اثبت ہیں۔ ان کی کسی حدیث پر انکار نہیں ہوا اور نہ وہ تدلیس کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

۱۹۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبوعاتِ دار الدعوۃ السلفیہ

۱۔ حج مسنون	قیمت	۸ روپے
۲۔ حدِّ رجم کی شرعی حیثیت اور مغالطات وشبہات کا جائزہ	قیمت	۸ روپے
۳۔ احکام ومسائل رمضان المبارک (اشاعت فنڈ)		ایک روپیہ
۴۔ تعلیم الزکوٰۃ (از نواب صدیق حسنؒ) (اشاعت فنڈ)		۲ روپے
۵۔ تعلیم الصیام	"	۲/۵۰ روپے
۶۔ مسئلہ رفع یدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ		۴ روپے

ناظم دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اغراض و مقاصد

دارالدعوة السلفیہ۔ لاہور

- جماعت اہل حدیث کی جماعتی لائبریری "سلفیہ لائبریری" کا اہتمام۔
- صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی عربی حواشی کے ساتھ طباعت۔
- کتب حدیث کے مستند اردو تراجم و حواشی کی اشاعت۔
- جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث سے متعلقہ ضرورت کے لٹریچر کی تیاری۔
- "فقہ محمدیہ" کے انداز پر ایسی کتاب کی ترتیب و طباعت جو صحیح مسائل حدیثیہ پر مشتمل ہو۔
- خواتین کے لیے دینی مسائل کی ایک مستند کتاب۔
- ایک دارالافتاء کا قیام اور اس کے لیے ایک مستقل صاحب علم کی تقرری
  اور دیگر اسی انداز کے علمی منصوبے۔
- حفظ و ناظرہ قرآن مجید کے لیے جاری مدرسہ مصباح القرآن کی کفالت۔
- جماعت اہل حدیث کے قدیم اور مقبول ہفت روزہ "الاعتصام" کی سرپرستی۔
- اس محلہ کی واحد مسجد اہل حدیث کا انتظام و انصرام۔